بسم اللہ الرحمن الرحیم

نظرات

سیاسی انقلابات اب روزمرہ کی چیز ہوگئے ہیں اس لیے ان میں کوئی ندرت نہیں رہی، لیکن ابھی حال میں ایران میں جو عظیم الشان انقلاب ہوا ہے یہ عصر حاضر کا سب سے بڑا اور اہم انقلاب ہے جس نے دنیا کے بڑے بڑے فہرمانوں کو حیرت واستعجاب کے ساتھ اضطراب وتشویش میں مبتلا کر دیا ہے، اس انقلاب کی نمایاں خصوصیت یہ ہے کہ ایک سن رسیدہ ملائے بوریہ نشین نے جلاوطنی کے عالم میں اپنے ملک سے ہزاروں میل دور بیٹھ کر اسلام کے نام پر ملوکیت وشہنشاہیت اور اس کے غیر اسلامی کردار کے خلاف ایک تحریک اس خاموشی سے شروع کی کہ نہ اخبارات میں کہیں اس کا چرچا تھا۔ اور نہ کہیں پبلک لائف میں اس کا شور وغوغا ایک دھیمی دھیمی آگ تھی جو سینہ بسینہ ہر ایرانی پیر و جوان مرد و عورت میں منتقل ہوتی اور سلگتی بڑھتی رہی، آخر وہ وقت بھی آگیا جبکہ دلوں کی یہ آگ برق خاطف بن کر گری اور کوکبۂ خسروی و دبدبۂ شہنشی کو دم کے دم میں بھسم کر گئی شاہ ایران اور ان کے اندرونی اور بیرونی اعوان وانصار نے کونسا حربہ تھا جو استعمال نہیں کیا شہنشاہیت کے حفظ وبقا کے لیے کونسی تدبیر تھی جو اختیار نہیں کی گئی لیکن جَآءَ الْحَقُّ وَزَهَقَ الْبَاطِلُ کے مصداق دنیا نے کیا دیکھا؟ شاہ مع اپنے خاندان کے ملک بدر اور وہی سن رسیدہ ملائے بوریہ نشین مملکت ایران کا سربراہ تھا۔

ایران کا انقلاب اس حقیقت کا اعلان ہے کہ ایشیا اور افریقہ میں جہاں امیری غریبی اور طبقاتیت و سرمایہ داری کے جراثیم موجود ہیں جو کمونزم کو فروغ دیتے ہیں جس کی بنیادوں پر عوامی

تحریکیں پیدا ہوتی اور نشوونما پاتی ہیں۔ جہاں تک مسلمانوں کا تعلق ہے عوامی تحریک کی قیادت جس قوت و شدت کے ساتھ اسلام کر سکتا ہے کمیونزم و سوشلزم جیسی آئیڈیالوجی ہرگز نہیں کر سکتی۔ ایران کی تحریک میں اگرچہ کمونسٹ بھی اپنی غرض کو مجاہدین اسلام کے ساتھ لگے رہے ہیں لیکن عنان قیادت صرف علامہ خومینی کے ہاتھ میں رہی ہے اس بنا پر جب انقلاب آیا تو اقتدار مذہب کی طرف منتقل ہوا کسی مسلمان ملک میں ملٹری کے سہارے کمیونزم برسر اقتدار آسکتا ہے جیسے پچھلے دنوں کابل میں اور اس سے پہلے یمن میں اور بعض عرب ملکوں میں ہوا لیکن کسی عوامی تحریک کے ذریعہ کسی ملک میں کوئی انقلاب اس وقت تک ہرگز برپا نہیں ہو سکتا جب تک کہ اس کی بنیاد خالص اسلام پر نہ ہو۔ مسلمان ملکوں میں ایک دو نہیں بیسیوں تحریکیں چل رہی ہیں۔ ان تحریکوں کے قائدین کو اس سے سبق لینا چاہئے۔ بہرحال ایران میں اسلامی جمہوریت تو قائم ہو گئی، لیکن اس جمہوریت کی شکل کیا ہوگی اور اس میں کہاں تک استحکام اور استقلال ہوگا؟ ان سوالات کا جواب ابھی تک پردۂ خفا میں ہے۔ کیونکہ ملک کے حالات ابھی تک اتھل پتھل ہیں کمونسٹ جماعت نے علامہ خومینی کا ساتھ چھوڑ دیا ہے۔ شاہ کے حامیوں کا بہرحال ایک طبقہ موجود ہے، پھر دنیا کی بڑی طاقتیں بھی اس انقلاب سے خوش نہیں ہیں، وہ اس کو اپنے سیاسی مفادات کے خلاف سمجھتی ہیں۔ اس لیے صحیح صورت حال کا اندازہ انتخابات کے بعد ہی ہوگا، البتہ یہ ضروری ہے کہ اسلامی ملکوں پر اس انقلاب کا اثر ہوگا۔

افسوس ہے گذشتہ مہینہ ڈاکٹر یوسف حسین خاں بھی راہی ملک بقا ہو گئے۔ مرحوم ڈاکٹر ذاکر حسین صاحب مرحوم کے برادر خورد تھے اور ان کی طرح بڑی خوبیوں اور کمالات کے بزرگ تھے۔ جامعہ ملیہ اسلامیہ سے گریجویٹ ہونے کے بعد فرانس گئے اور پیرس یونیورسٹی سے پی ایچ ڈی کی ڈگری حاصل کی، ان کا اصل مضمون تاریخ اور سیاست تھا اور اسی کے وہ جامعہ عثمانیہ حیدرآباد میں پروفیسر تھے، لیکن ان کا انگریزی فرنچ اور فارسی و اردو کے ادب و شعر کا مطالعہ نہایت وسیع اور تنقیدی ذوق اعلیٰ اور پختہ تھا چنانچہ ان کی کتابیں اردو غزل، روح اقبال، اور اقبال و حافظ اردو لٹریچر میں شاہکار کی حیثیت رکھتی ہیں